حضورﷺ کا خاص کمال

سورہ العنکبوت:۴۸

وَمَا كُنتَ تَتلُوا مِنْ قَبلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

اوراس سے پہلے تم کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھےاور نہ کچھ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک کرتے

تفسیر:

اس آیت میں حضورﷺ کی ایک بہت بڑی شان بیان کی گئی ہے حضورﷺ اُمی نبی ہیں آپﷺ نے باقاعدہ کسی استاد کے پاس بیٹھ کر تعلیم حاصل نہیں کی ،آپ کا کوئی استاد نہیں اور نہ ہی آپ نے کسی کے آگے شاگردی اختیار فرمائی ،حضورﷺ نے کسی کے سامنے زانوے نہیں ٹیکے ،کسی سے علم حاصل نہیں کیا تو پھر آپ اتنی اعلیٰ باتیں کیسے جانتے ہیں ؟حضورﷺ جب قرآن پڑھتے تو ایسی گفتگو فرماتے کہ صحابہ کرامؓ اُن باتوں کو سن کر محیر العقول رہ جاتے ،کفار حضورﷺ پر شک کرتے کہ آپ جادوگر ہیں۔

حضورﷺ اگر کسی عالمِ دین کے پاس گئے ہوتے تو یقیناً کفار کہتے کہ آپ سیکھ کر آئے ہیں لیکن اللہ نے یہ خاص کرم آپﷺ پر کیا کہ اللہ نے آپ پر کسی کا احسان گوارا نہیں کیا اوراپنے نبی کی تمام تر تربیت کا انتظام خود کیا تاکہ کسی شک کی گنجائش نہ رہے کہ فلاں عالمِ دین کے پاس بیٹھ کر سیکھ کر آئے ہیں۔

صاحب روح البیان بڑی خوبصورت بات بیان فرماتے ہیں:

عام انسانوں کے لئے لکھنا کمال ہے جو زمانے میں جتنی زیادہ کتابیں لکھتا ہے اُس کو اتنی زیادہ عزتیں ملتی ہیں لیکن آپ فرماتے ہیں حضورﷺ کا نہ لکھنا سب سے بڑا کمال ہے“

کیونکہ لکھنا ایک بہت بڑی قید ہے۔حضورﷺ نے فرمایا:

”علم کو لکھ کر قید کیا کرو“

ہم اس لئے لکھتے ہیں تاکہ ہمیں یاد رہے ،ہماری یاداشت میں وہ چیز محفوظ رہے ،جب کاروبار میں کسی چیز کا لین دین کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ لکھ لو تاکہ یاد رہے اور کل کو کوئی دھوکہ نہ ہو،عام لوگوں کا کمال یہ ہے کہ وہ لکھ کر یاد رکھتا ہے لیکن حضورﷺ کے لئے نہ لکھنا اُن کا سب سے بڑا کمال ہے،حضورﷺ کو ان چیزوں کی حاجت نہیں تھی۔

جب حضورﷺ پر قرآن نازل ہوتا تو حضورﷺ تیز تیز پڑھتے تاکہ یاد ہو جائے اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا:

”اے نبی بیشک ہم اسی قرآن کو جمع کرنے والے ہیں اور ہم ہی اسے محفوظ کرنے والے ہیں“

اس طرح حضورﷺ کا سینہ سفینہ بن گیا اور قرآن خود بخود آپﷺ کے سینے میں محفوظ ہونے لگا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے نبیﷺ بے شک ہم نے قرآن کو آپ کے قلب پر نازل فرمایا“

اگر حضورﷺ لکھا کرتے تو کفار یہ بھی اعتراض کرسکتے تھے کہ یہ اپنے ہی لکھے ہوئے کو سناتا ہے تو حضورﷺ نے نہ لکھا اور نہ باقاعدہ کسی سے پڑھا اور اتنی خوبصورت آیات جب حضورﷺ کی زبان سے نکلیں تو کفار کو یہ ماننا پڑا کہ یہ واقعی کوئی ایسا کلام ہے جس کو کوئی بشر نہیں لکھ سکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کاتب وحی فرماتے ہیں:

جب قرآن نازل ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے لکھنے کے لئے متعین کیا میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے لکھنا سکھا دیں میرے اندر قرآن کو لکھنے کی جسارت نہیں پیدا ہو رہی ہے، یہ اتنا بڑا اعلیٰ اور مقدس کلام ہے۔ حضور ﷺ نے قلم پکڑا اور باقاعدہ حضرت امیر معاویہ کو لکھ کر دکھایا تو یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ لکھنا نہیں آتا لیکن آپ نے قلم پکڑ کر باقاعدہ لکھ کر دکھایا اور یہ بھی بتایا کہ فلاں فلاں قرآن کی آیت ہے اور اس کو اس طرح سے لکھیں۔

حضور ﷺ کا قلم پکڑنا:

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو کفار نے جب حضور ﷺ کے نام کو دیکھا کہ اُن کے نام کے آگے **رسول اللہ** لکھا ہوا ہے اُنہوں نے اس پر اعتراض کیا کہ اگر ہم آپ کو **رسول اللہ** مان لیں تو پھر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لہٰذا آپ اس کو ختم کر دیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو قلم پکڑایا اور کہا کہ آپ میرے نام پر قلم پھیر دیں لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے میں ایسا نہیں کر سکتا، میں معذرت چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے قلم پکڑا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے نام پر قلم پھیر کر نام کو مٹایا اور اپنے نام کی جگہ **محمد ابنِ عبداللہ** لکھا۔

اسی طرح حدیثِ قرطاس ہے:

”حضور ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کوئی کاغذ دو میں تمہیں لکھ دوں“

حضور ﷺ نبوت سے پہلے لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اللہ نے تمام علوم آپ ﷺ کے سینے میں جمع فرما دیئے اور آپ کو لکھنے اور پڑھنے پر عبور عطا فرما دیا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ:

”جب انسان علم کی انتہاؤں پر پہنچ جاتا ہے تو اُس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ نہ تو اُسے لکھنے کی حاجت رہ جاتی ہے اور نہ ہی اُسے کسی کے سامنے بیٹھنے کی حاجت ہوتی ہے“

اللہ نے حضور ﷺ کو اس کائنات کا معلم اول بنانا تھا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ حضور ﷺ کو کسی کی شاگردی عطا کرتے، اللہ خود اپنے نبی کا استاد ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو برکتیں اور علم عطا فرمایا تھا اُس کا باقاعدہ اظہار اللہ نے آپ کی زبان مبارک سے کروایا:

”اور حضور ﷺ اپنی خواہش یا مرضی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ یہ وہی کہتے ہیں جس کی انہیں وحی کی جاتی ہے“

حضور ﷺ کی زندگی کے دو پہلو ہیں:

حضور ﷺ کی زندگی میں وہ دن بھی ہیں کہ جب آپ بکریوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور آپ کی زندگی میں وہ دن بھی ہیں کہ آپ جبرائیل سے آگے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام سے بھی آگے اللہ کی بارگاہ میں پہنچ جاتے ہیں فرق صرف دیکھنے والے کی آنکھ میں ہے کہ وہ آنکھ بکریوں کو دیکھتی ہے یا حضور ﷺ کے اُن پاؤں مبارک کو جو گرد سے اٹے ہوئے ہیں یا حضور ﷺ کے پیوند لگے کپڑوں کو دیکھتی ہے یا حضور ﷺ جب بکریوں کے پیچھے بھاگتے ہیں تو ان کے ماتھے سے ٹپکنے والے پسینے کو دیکھتی ہے یا وحی نازل ہوتے وقت چہرے اور ماتھے سے ٹپکنے والے پسینے کو دیکھتی ہے یا آنکھ اُن قدموں کو دیکھتی ہے جن قدموں کے نیچے جوتا بھی ہے اور وہ قدم عرش پر ہیں۔

اسی طرح بعض جاہل قرآن کی اس آیت کا سہارا لیتے ہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ کو لکھنا اور پڑھنا نہیں سکھایا تو حضور ﷺ کیسے لکھ اور پڑھ سکتے تھے، آپ تو اُمی نبی ہیں لیکن اگر وہ حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ اس آیت کو توجہ سے پورا پڑھتے اور کسی مرشد کے پڑھائے سے پڑھتے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُنہیں ہدایت عطا فرما دیتا اور معرفت کے موتی اس آیت سے نصیب ہوتے۔

"قرآن کو اگر صاحبِ قرآن کی محبت سے پڑھا جائے تو اُس کا مزا ہی کچھ اور ہے اور ہر آیت حضور ﷺ کی نعت نظر آتی ہے"

سورۃ قلم آیت ۱ تا ۳

نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ۝ مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۝ وَ اِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۝

ترجمہ:

"قلم اور ان کے لکھے ہوئے کی قسم، تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو اور ضرور تمہارے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے"

نون یہ حروف مقطعات میں سے ہے قرآن پاک میں سولہ حروف مقطعات ہیں اور ان کا علم صرف اللہ اور اس کے رسول کو ہے آگے اللہ نے فرمایا قلم اور ان کے لکھے ہوئے رب کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

شانِ نزول:

یہ سورۃ اُس وقت نازل ہوئی جب مشرکین خصوصاً ولید بن مغیرہ یہ حضور ﷺ کو مجنون کے لفظ سے پکارا کرتا تھا، دیوانہ اور پاگل کہا کرتا تھا کہ یہ ہمارے دین سے ہٹ گئے ہیں اور ہمارے باپ دادا کے دین کے مخالف ہو گئے ہیں، حضور ﷺ کو ان الفاظ سے بہت ایذا پہنچتی اور آپ ﷺ رنجیدہ بھی ہوتے، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر کبھی کبھی غم کے آثار بھی نظر آتے تو اللہ نے اپنے نبی کو قسم اٹھا کر تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔اللہ نے یہاں ایک نہیں بلکہ دو چیزوں کی قسم اٹھائی۔

(۱) پہلا حرف ن کی قسم اٹھائی اور ن کے کئی معنی ہیں۔

(۲) دوسرا یہاں اللہ نے یہاں (لکھے ہوئے کی قسم) یعنی پوری سورۃ کی قسم اٹھائی قرآن پاک کا ایک حرف کافی تھا لیکن اللہ نے پوری سورۃ کی قسم اٹھائی۔

(۳) تیسرا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ن اللہ کا اپنا نام نامی اسمِ گرامی ہے۔

(۴) چوتھا ن سے مراد نور ہے یعنی یہ اللہ کا اپنا نور بھی ہو سکتا ہے۔

(۵) پانچواں اس سے مراد الرحمٰن ہے یعنی یہ اللہ کی اپنی ذات بھی ہو سکتی ہے اور رحمٰن سے نور کی جانب اللہ کی صفتِ مبارک اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے یعنی رحمٰن کا نور اور مفسرین فرماتے ہیں یہاں اللہ نے اپنی قسم خود اٹھائی ہے کہ مجھے اپنی صفت رحمٰن کی قسم جو میں سب پر کر رہا ہوں، میں سب پر مہربان ہوں۔

اسی طرح یہ نور حضور ﷺ کا لقبِ بھی ہے اور اس کا اظہار اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا:

"تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کھلی روشن کتاب"

"اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات بھی ہے کہ اے نبی مجھے آپ ﷺ کی قسم"

اسی طرح عربی میں ن مچھلی کو بھی کہتے ہیں اس سے مراد وہ مچھلی بھی ہے جس کے پیٹ میں اللہ نے حضرت یونسؑ کو کچھ دنوں کے لئے رکھا تھا اور اس سے مراد وہ مچھلی بھی ہو سکتی ہے جو جنتیوں کی پہلی غذا بنے گی۔

صحابہ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ جب ہم جنت میں جائیں گے تو ہمارا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مچھلی کی تلی تمہیں غذا کے طور پر عطا فرمائے گا۔

والقلم :

اس سے مراد عام قلم بھی ہوسکتا ہے جس سے لکھا جاتا ہے اور قلم کی بہت عزت ہے اس سے مراد وہ قلم بھی ہے جس سے اللہ لوحِ محفوظ پر تقدیر لکھتا ہے کہ مجھے اس قلم کی قسم جس سے میں تقدیر لکھ رہا ہوں۔ جس قلم سے میں لوگوں کی زندگی، موت، لوگوں کی مشکلیں، آسانیاں، لوگوں کے معاملات لکھتا ہوں۔

اس سے مراد وہ قلم ہے جس سے فرشتے انسان کا نامہ اعمال لکھتے ہیں ہمارے دائیں اور بائیں کندھے پر فرشتے موجود ہیں اور وہ ہمارا نامہ اعمال لکھ رہے ہیں ایک فرشتہ نیکیاں لکھ رہا ہے اور دوسرا فرشتہ برائیاں لکھ رہا ہے اور دونوں فرشتوں کے ہاتھوں میں جو قلم ہے اس سے وہ قلم بھی مراد ہے کہ مجھے اُس قلم کی قسم جس سے فرشتے اعمال لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف ن سے مراد اللہ کا اپنا نام اور دوسری طرف قلم سے مراد لوح محفوظ پر تقدیر لکھنے والا قلم ہے ان دونوں میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی ہے، ان دونوں میں کوئی جوڑ نظر نہیں آتا ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہاں دونوں حدیثیں جمع کردی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے جو سب سے پہلے چیز پیدا کی وہ قلم ہے''

''اللہ نے جو سب سے پہلے چیز پیدا کی وہ میرا نور ہے''

مفسرین نے ان دونوں احادیث میں تطبیق پیدا کی ہے کہ:

''قلم اور نور دونوں سے مراد حقیقتِ محمدیہ ہے''

اللہ نے حضور ﷺ کو قلم اس لئے کہا کہ تحریر سے پہلے قلم موجود ہوتا ہے، تحریر بعد میں لکھی جاتی ہے اور قلم پہلے موجود ہوتا ہے۔ اس کائنات میں سب سے پہلے حضور ﷺ آئے تھے اور قلم بعد میں وجود میں آیا تھا یعنی حضور ﷺ کا نور پہلے آیا تھا۔

پھر اللہ نے فرمایا میں لکھے ہوئے کی بھی قسم اٹھاتا ہوں:

اس سے مراد ہے کہ جو ن اور قلم نے لکھا ہے یعنی قرآن پاک اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قلم نے جو نام سب سے پہلے لکھا وہ **محمد** لکھا تھا۔

''وہ جو ہم نے تمہارا نام لکھا اُس لکھے ہوئے کی قسم اٹھاتا ہوں''

''اے نبی ﷺ آپ کا نام قیامت تک مسلمان پڑھتے رہیں گے''

صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں کہ:

جیسے پرانے بادشاہوں نے سونے کے سکے بنائے اور اُن پر اپنے نام لکھوائے کہ ہمارے نام زندہ رہیں گے یہ سونے کے سکے ہیں اور لوگ اسے سنبھال کر رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں نے اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے سونے کے سکے بنوائے لیکن جو اہتمام اللہ نے محمد کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کیا وہ کسی اور نام کے لئے نہیں کیا۔ اللہ نے حضور ﷺ کا نام اپنے ساتھ کلمہ میں لکھ دیا، اسی طرح قرآن پاک میں آپ کے نام کو اللہ نے درج کر دیا اس کو کوئی نہیں مٹا سکے گا اور یہ ہمیشہ رہے گا، نہ اسے زمانہ مٹا سکے گا، نہ اسے بادشاہ مٹا سکیں گے، یہ نام علماء کی زبان پر، اذانوں میں، بڑے بڑے فصحاء کی زبانوں پر ہمیشہ رہے گا اس نام کو کبھی بھی زوال نہیں آسکتا کیونکہ اللہ نے پہلی بار جب قلم سے کچھ لکھا تھا تو حضور ﷺ کا نام لکھا تھا۔

اللہ نے اتنی قسمیں اٹھالیں اور فرمایا کہ اے نبی مجھے قلم کی قسم اور اے نبی مجھے تیرے نام کی بھی قسم، اتنا حضور ﷺ کا خیال، اتنا اپنے محبوب کا خیال کہ اتنا دنیا میں کوئی محبوب اپنے محبوب کا خیال نہیں رکھ سکتا، کوئی اپنے محبوب کے لئے اتنا اہتمام نہیں کرسکتا جتنا اللہ نے اپنے نبی کے لئے کیا اور فرمایا ہم آپ کے نام کو پتھروں، صحائف، ملائکہ کی زبانوں پر، اُن کی آنکھوں پر، جنت کے پتوں پر، ساتوں آسمانوں پر، ساتوں زمینوں پر آپ کے نام کو نقش کر دیں گے کہ یہ کبھی بھی نہیں مٹ سکے گا۔

آپ مجنون نہیں ہوسکتے؟

یہ جملہ اس لئے اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے آپ ﷺ کے اُوپر بہت بھاری ذمہ داری عائد کی تھی ،حضور ﷺ کا سینہ وہ سینہ ہے جس نے اس کائنات کا سب سے بڑا بوجھ جسے قرآن کہتے ہیں اٹھایا تھا اور قرآن اس بات کا خود اعتراف کرتا ہے کہ جب اللہ نے مجھے پیش کیا تو سمندروں کے سمندر سارے انکاری ہو گئے ،اللہ نے پہاڑوں پر پیش کیا تو وہ انکاری ہو گئے ،اللہ نے جب مجھے درختوں پر پیش کیا تو وہ انکاری ہو گئے اور اگر قرآن کو کسی نے قبول کیا تو وہ سینہ مصطفی ﷺ تھا لہٰذا حضور ﷺ بہت بڑے ذمہ دار انسان ہیں اور جو ذمہ دار ہوتا ہے اُس کی صحت کا خیال زیادہ رکھا جاتا ہے کیونکہ اُس کے اُوپر ذمہ داری بڑی عائد ہوتی ہے۔

اللہ یہاں خود حضور ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ تم خدا کے فضل سے مجنون نہیں ہو کیونکہ ہم نے تمہارے اُوپر بہت بھاری ذمہ داری عائد کی ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کا اتنا بوجھ ہوتا کہ سخت سردی کے موسم میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پسینہ آجاتا جب بھی وحی آتی تو حضور ﷺ کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اللہ نے آپ پر بھاری ذمہ داری عائد کی اللہ جانتا تھا حضور ﷺ ذمہ دار انسان ہیں تو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ میرے نبی کو مجنون کہا جائے اس لئے اللہ نے خود اپنے نبی کی قسم اٹھائی کہ میرا نبی مجنون نہیں ہے۔

مثال:

اگر کسی بادشاہ کا کوئی وزیر ہو اور وہ بڑا اعلیٰ ہو اور ساری ذمہ داری اُس وزیر پر عائد ہو تو کیا بادشاہ ایسا وزیر چُن سکتا ہے جس کا دماغی توازن درست نہ ہو؟ بادشاہ ایسا وزیر ہرگز نہیں چنے گا اور ایسا انسان کس طرح اتنی بڑی وزارت کو سنبھال سکتا ہے ایک عام دنیا دار اس بات کا اتنا خیال رکھ سکتا ہے تو پھر جب اللہ نے اپنا محبوب چُنا تو وہ اپنے محبوب کو مجنون کیسے چُن سکتا ہے؟

حضور ﷺ پر نہ ہی کبھی یہ کیفیت طاری ہوئی بعض لوگ اسی بات کو حضور ﷺ کے اُوپر جادو سے منسوب کر دیتے ہیں کہ حضور ﷺ پر جادو ہوا تھا اگر کسی انسان پر جادو ہوتا ہے تو وہ مجنون ہو جاتا ہے اور اُسکا دماغ صحیح طریقہ سے کام نہیں کرتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر جادو ہوا تھا تو اللہ اپنے نبی کی قسم خود اٹھا کر کہہ رہا ہے کہ میرے محبوب پر جادو نہیں ہوا اور نہ میرا نبی مجنون ہے۔

”بے شک تمہارے لئے بے پناہ ثواب ہے سارے ثواب تمہارے لئے ہیں“ (آیت:۳)

مفسرین نے اس آیت کے دو معنی بیان کیے ہیں:

☆ اس سے مراد حضور ﷺ کی غیر ممنون شفاعت ہے یعنی غیر ممنون سے مراد حضور ﷺ کی شفاعت کبھی بھی نہیں رکے گی۔ ممنون کہتے ہیں منقطع ہونے یا ٹوٹ جانے والے کو اور اجر سے مراد مفسرین نے شفاعت لیا ہے۔

☆ آپ کی شفاعت کا حصہ اللہ نے قیامت تک علماء، صوفیاء کے اندر بھی رکھا ہے، آپ کی شفاعت کے اندر وہ بچہ بھی شامل ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوا اور ماں کے پیٹ میں کسی وجہ سے مر گیا اللہ نے اس بچہ کو بھی شفاعت کا حق عطا فرما دیا کہ وہ بھی شفاعت کر سکتا ہے، حضور ﷺ کی شفاعت غیر محدود ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن میری شفاعت اُمت کے کبائر گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی“

فرمایا میری اُمت کا ادنیٰ عبادت گزار بھی شفاعت کرے گا اور صغیرہ گناہ کرنے والے اُس کی شفاعت سے بخشے جائیں گے، ایک امام اپنے مقتدیوں کی شفاعت کرے گا، ایک پیر اپنے مریدوں کی شفاعت کرے گا، ایک استاد اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا، ایک شہید اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جائے گا، وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں فوت ہوا وہ بھی اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جائے گا۔

صغیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کرنے کے لئے میری اُمت ہی کافی ہے میں تو صرف کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بخشواؤں گا یہ حضور ﷺ کو اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی شفاعت لامحدود ہے، حضور ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے اللہ آج بھی اور کل بھی مصیبتیں دور کرتا رہے گا۔

حضور ﷺ کی شفاعت پر اللہ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی، آپ کی شفاعت پر حضرت نوحؑ کی کشتی کو کنارہ ملا، آپ کی شفاعت پر ہی بارش رکی، آپ کی شفاعت پر حضرت ابراہیمؑ کی آگ ٹھنڈی ہوئی، آپ کی شفاعت پر اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا لہٰذا حضور ﷺ سے پہلے بھی حضور ﷺ کی شفاعت موجود تھی اور قیامت تک حضور ﷺ کی شفاعت رہے گی، حضور ﷺ کی شفاعت غیر منقطع ہے۔

نزع کے وقت بھی حضور ﷺ کی شفاعت کام آئے گی:

جب نزع کا عالم ہوگا تو اُس وقت بھی حضور ﷺ کی شفاعت غیر ممنون ہے اگر کوئی حضور ﷺ کا دیوانہ ہوگا تو حضور ﷺ خود اُس کو اپنی زیارت کروا دیتے ہیں بے شک زندگی میں کبھی بھی نہ ہوئی ہو اور وہ شخص جب قبر میں جاتا ہے حضور ﷺ وہاں اپنی زیارت فرما دیتے ہیں جب سوال ہوگا اس شخص کے بارے میں دنیا میں کیا کہا کرتے تھے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قبر میں بھی حضور ﷺ کی شفاعت شروع ہوگئی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ کسی کی قبر میں آجائیں، حضور ﷺ تو وصال فرما گئے وہ تو اپنی قبر میں ہیں اور عام انسانوں جیسا آپ ﷺ کو سمجھتے ہیں۔

لوگوں کو اس بات سے کوئی اعتراض نہیں کہ جب انسان قبر میں جاتا ہے تو دو فرشتے منکر اور نکیر قبر میں آجاتے ہیں دنیا میں ہزاروں لوگ ایک سیکنڈ میں مرتے ہیں، کوئی دنیا کے کسی کونے میں مر رہا ہے تو کوئی کسی کونے میں مر رہا ہے وہ دو فرشتے بیک وقت ہر ایک کی قبر میں آتے ہیں اگر اللہ نے فرشتوں کو اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ہزاروں لوگوں کی قبروں میں حساب کتاب کے لئے جاسکتے ہیں تو جو فرشتوں کے سردار جبرائیل کا بھی سردار ہے اُس کو اللہ نے کتنا اختیار عطا فرمایا ہوگا۔ حضور ﷺ فرشتوں کے بھی سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ شان اُس وقت دکھائی جب حضور ﷺ نے معراج شریف کے موقع پر **بیت المعمور** (جس طرح خانہ کعبہ زمین پر ہے اسی طرح بالکل اسی سیدھ میں آسمانوں پر بھی خانہ کعبہ ہے جہاں فرشتے طواف کرتے ہیں) کے مقام پر فرشتوں کی جماعت کروائی تھی حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور تمام فرشتوں نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی اور آج لوگ نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب فوت ہوگئے ہیں اور دو فرشتوں کو اللہ نے اتنی زندگی اور اختیار عطا کیا ہے کہ بیک وقت سب کی قبروں میں جاتے ہیں اللہ اس عجیب عقیدے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

جب دو فرشتوں کی یہ شان ہے کہ وہ بیک وقت سب کی قبروں میں آجاتے ہیں تو حضور ﷺ کو بھی اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ بھی قبر مبارک میں آکر اپنی امتی کی شفاعت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کا اختیار کہاں تک ہے ملاحظہ فرمایئے، یہ واقعہ حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا:

حضرت غوث اعظمؒ کی محبت والا ایک دھوبی وفات پا گیا، آپ سے بڑا پیار کیا کرتا تھا اور آپ کے کپڑے دھویا کرتا تھا، اعمال اُس کے کچھ خاص نہ تھے، جب اس کی وفات ہوئی تو حضرت غوثِ اعظمؒ کسی دوسرے علاقہ میں درس کے لئے گئے تھے اس لئے آپ اُس کے جنازے میں شامل نہ ہوسکے لیکن اُس کے جنازے میں کچھ ایسے افراد تھے جو کشف القبور کے ذریعہ جان گئے کہ اس سے کیا معاملہ ہو رہا ہے۔

جب اُس سے پہلا سوال ہوا کہ **من ربک**؟ تو وہ پریشان ہوگیا کیونکہ اُس کے اعمال اتنے اچھے نہیں تھے لہٰذا جواب نہ دے سکا اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ دوسرا سوال کیا گیا: **ما دینک**؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ دوسرے سوال پر بھی اٹک گیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں جب تیسرا سوال آیا تو حضور ﷺ قبر میں تشریف لائے حضور ﷺ ہر ایک کی قبر میں تشریف لاتے ہیں اور فرشتوں نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا **ما تقول فی حقہ ھذہ الرجل**؟ اس شخص کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا؟ یہ حضور ﷺ کے بارے میں گواہی لی جارہی ہے کہ تو ان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تیری زبان کیا کہتی تھی، تیرا قول کیا تھا؟ تو اُس کو یہ بھی نہ سمجھ آئی کہ یہ کون ہیں؟ اور وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا یہ خوبصورت شخصیت کون ہیں؟

جب اُسے تیسرا سوال بھی نہ آیا تو فرشتوں نے عذاب کے لئے تیاری کر لی تو اچانک حضورﷺ کی زبانِ اقدس حرکت میں آئی اور پھر حضورﷺ گواہ بنے اور فرمایا فرشتو! ٹھہر جاؤ اسے نہ چھیڑو اس لئے کہ یہ غوث اعظم کا دھوبی ہے اور غوث اعظم میرے تھے یہ بھی میرا ہی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ نے حضورﷺ کو یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ آپﷺ اپنے امتی کی قبر میں آ کر اُس کی شفاعت کر سکتے ہیں اور حضورﷺ کا یہ اجر غیر ممنون ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا ہے مثلاً کسی شاگرد نے نماز پڑھی اُس نماز کا پہلا ثواب اُس کے اُستاد کو ملا اور دوسرا ثواب اُس کے استاد کے استاد کو ملا او یہ عمل چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ سارے ثواب اکٹھے ہو کر حضورﷺ کے نامہ اعمال میں درج کر دیئے جاتے ہیں

اسی طرح حضورﷺ کا **فیض بھی غیر ممنون** ہے دنیا میں جو لوگ آپﷺ کا کلمہ پڑھ رہے ہیں وہ حضورﷺ کے فیض کی وجہ سے ہی پڑھ رہے ہیں، آج بھی دنیا میں قرآن کی تلاوت جاری ہے اگر سینہ مصطفیٰ کھلا ہے تو فیض جاری ہے، آج دنیا میں کثیر تعداد میں مفسرین اور محدثین پیدا ہو رہے ہیں، آج بھی محبت والوں کو حضورﷺ کی زیارت ہوتی ہے ،آپ کی جسمانی نسل سید آپ کی حیات میں بھی موجود تھی اور قیامت تک یہ نسل چلتی رہے گی اسی طرح آپﷺ کی روحانی نسل جو مرشدین سے چل رہی ہے وہ بھی قیامت تک چلتی رہے گی۔ اگر یہ ساری برکتیں موجود ہیں تو حضورﷺ کا فیض بھی موجود ہے۔ حضورﷺ کا فیض غیر منقطع ہے اس میں کوئی رکاوٹ اور ابہام نہیں ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ دائی حلیمہ نے آپﷺ کو پالا تھا یہ بات غلط ہے بلکہ حضورﷺ نے اُسے پالا تھا، حضورﷺ نے اسے پہلے اپنا فیض عطا فرمایا۔ حضورﷺ جب دائی حلیمہ کے گھر جاتے ہیں تو اُس گھر میں آپﷺ کے جانے سے پہلے کوئی کھانے کی چیز موجود نہیں تھی لیکن حضورﷺ کے جانے سے اُس گھر کے برتن دودھ سے بھر جاتے ہیں۔

حضورﷺ کے فضائل اللہ نے ان آیات میں اس لئے بیان کیے تاکہ ہم جان سکیں کہ حضورﷺ کی شان کتنی اعلیٰ ہے ہم تو آج یہ آیات پڑھ رہے ہیں لیکن جب یہ آیات اُس دور میں عربوں میں نازل ہوئیں جن کی زبان بھی عربی تھی وہ یہ آیات سُن کر جل کر راکھ ہو گئے کہ ہم جسے ماننے سے انکار کر رہے ہیں اللہ اُس نبی کی قسم اٹھا کر کہہ رہا ہے کہ میرے نبی کا فیض کبھی بھی ختم نہیں ہو گا۔

ولید بن مغیرہ جس نے حضورﷺ کو برا کہا اللہ نے قرآن پاک میں اُس کے دس عیب بیان کیے کہ اے نبیﷺ یہ جو آپ کو برا کہہ رہا ہے یہ جھوٹا بھی ہے، بدکار بھی ہے، چغل خور بھی ہے، بے ایمان بھی ہے، زانی بھی ہے، شرابی بھی ہے اور آخر میں کہہ دیا کہ یہ حرام زادہ بھی ہے حضورﷺ نے جب ان آیات کو بیان کیا تو اُسے علم ہو گیا کہ یہ میرے بارے میں ہیں تو یہ بھاگا ہوا گھر گیا اور اپنی والدہ کو گردن سے پکڑ لیا اور اُس کی گردن پر تلوار رکھ دی کہا بتا یہ جو محمد نے میرے بارے میں کہا کہ میں حرام زادہ ہوں کیا یہ سچ ہے؟ باقی نو باتیں تو میں مان گیا کہ یہ برائیاں مجھ میں موجود ہیں لیکن آخری بات کی تصدیق تجھ سے کرنا چاہتا ہوں۔ اُس کی ماں خوف میں آ گئی کہ آج تو میری گردن اتر جائے گی بہتر یہی ہے کہ میں سچ بول دوں اور وہ بول پڑی کہ ہاں تو میری ناجائز اولاد ہے تو زنا سے پیدا ہوا ہے۔

حضرت نعیمیؒ فرماتے ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضورﷺ کے بارے میں جو بھی ناجائز بات کہے گا وہ حرام کی اولاد میں سے ہے ایسے شخص کو چاہئے کہ جا کر اپنا شجرہ نسب دیکھے؟ اپنے باپ دادا سے اپنا شجرہ نسب پوچھے کہیں نہ کہیں اُس میں کمی ہو گی۔ جو محبت والا ہے وہ حضورﷺ کو سلام کہتا ہے چاہے وہ سکھ ہو یا کوئی ہندو وہ حضورﷺ کی دل سے عزت کرتا ہے۔ حضورﷺ کے یہ فضائل اور کمال کبھی بھی کم نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ کبھی ختم ہوں گے۔